محبت الٰہی ہے تو آنحضور ﷺ کی پیروی کریں یہ محبت میں بڑھادے گی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷/ مارچ ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۲

(آل عمران: ۳۲)

اور پھر فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ تقویٰ کی دو بنیادیں ہیں ایک اللہ کی محبت اور ایک اللہ کا خوف اور تقویٰ جہاں سے بھی شروع ہو بالآخر اس کی جڑ دوسرے مقام میں بھی گڑھ جاتی ہے۔ آغاز اس کا محبت الٰہی سے ہو تو خوف الٰہی کا پیدا ہونا ایک لازمی اور طبعی نتیجہ ہے اور آغاز خوف سے ہو تو رفتہ رفتہ خوف محبت میں تبدیل ہونے لگتا ہے لیکن وہ جنہیں اعلیٰ درجہ کا تقویٰ نصیب ہوتا ہے ان کا آغاز بھی محبت سے ہی ہوتا ہے اور مسلسل ان کی زندگی میں محبت کا پہلو غالب رہتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تمام بنی نوع انسان میں جو پیدا ہوئے یا کبھی پیدا ہوں گے تقویٰ کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھے، سب سے بڑھ کر رہیں گے اور اس حیثیت سے آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے کا جو خلاصۃً گر ہمیں بتایا گیا ہے وہ محبت کا طریق ہی ہے جس کے

متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو اللہ کی محبت کے سوا یہ پیروی ممکن نہیں۔ یا بصورت دیگر اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کے سوا یہ محبت ممکن نہیں۔

چنانچہ میں نے جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اس کے اوپر میں گزشتہ درس میں بھی روشنی ڈال چکا ہوں۔ اس سے پہلے چند سال قبل ایک خطبہ کا موضوع بھی یہی آیت تھی مگر آج مختصراً اس کا یہ پہلو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا مطلب جو بالعموم سامنے آتا ہے وہ تو یہ ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو اس دعویٰ میں سچے ہو تو محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کرو اور اپنے دعویٰ کو سچا کر دکھاؤ۔ اگر تم پیروی کرنے کی طاقت رکھتے ہو تو پھر تم دعویٰ میں سچے ہو اور جو بھی اللہ سے محبت کے دعویٰ میں سچا ہوتا ہے خدا اس محبت کرنے لگتا ہے يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اس پیروی کے بعد تمہاری محبت سچی ثابت ہوگی اور خدا تم سے محبت کرے گا۔

دوسرا پہلو اس کا یہ ہے جو نظروں سے مخفی رہتا ہے إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي محمد مصطفی ﷺ کی پیروی اگر خدا کی محبت کی بنا پر نہ ہو تو بہت ہی مشکل کام ہے۔ اس لئے اے وہ لوگو جو محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کرنا چاہتے ہو اگر خدا سے محبت ہے تو پھر یہ پیروی کرو کیونکہ محمد مصطفی ﷺ نے تو اللہ کی اطاعت محبت کے ذریعے سے کی تھی اور آپؐ کی زندگی کے ہر شعبہ پر، ہر لمحے پر خدا کی محبت غالب تھی۔ اس لئے وہ جو محبت سے ناآشنا ہیں وہ اس کوچے سے واقف نہیں ان کے لئے سنت محمد مصطفی ﷺ کی پیروی بہت ہی بھاری ہو جائے گی اور یہ امر واقعہ ہے کہ سنت کے جتنے بھی مراحل ہیں وہ محبت کے ذریعے ہی آسان ہوتے ہیں اور محبت ہی کے ذریعے قطع ہوتے ہیں لیکن غالب پہلو اللہ کی محبت ہے۔ محمد مصطفی ﷺ کی محبت بعد میں پیدا ہوتی ہے اور سنت کا یہ طریق ہمیں سکھا دیا گیا ہے کہ اگر تم نے سنت کو اولیت دے دی اور اس کے نتیجے میں خدا کی محبت ڈھونڈتے رہو تو تمہیں حقیقت میں اول اور آخر کا فرق معلوم نہیں ہے، تمہیں ترجیحات معلوم نہیں، آنحضرت ﷺ کی پیروی کی بنیاد اللہ کی محبت سے شروع ہوگی۔ پیروی کا آغاز اللہ کی محبت سے شروع ہوگا اور یہ پیروی تمہیں محمد مصطفی ﷺ کے عشق میں بھی مبتلا کر دے گی۔ جس کا یہ مذہب ہے وہی سچا مذہب ہے،

وہی ہمیشہ زندہ رہنے والے مذہب ہے اور اس میں کوئی رخنہ نہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اس کی حکمت کو نہیں سمجھتے ، وہ قرآن کریم کی اس آیت کو بھی پیغام نہیں سمجھتے ، وہ بعض دفعہ سنت کو اولیت دیتے ہوئے اللہ کی محبت سے دور ہٹنا شروع ہو جاتے ہیں بجائے قریب تر ہونے کے اور یہی محسوس ہوتا ہے کہ ان کے مذہب میں کہ خدا اور خدائی کا مقصد صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی کروانا تھا حالانکہ خدا کی خدائی کا مقصد تو یہ ہے کہ خدا سے محبت کی جائے اور محبت نصیب نہیں ہوسکتی محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کے بغیر۔ تو حقیقی محبت جو خدا کی محبت کو کھینچتی ہے اس کے لئے ایک ہی رستہ باقی رہ گیا اور وہ سنت محمد مصطفی ﷺ ہے۔

سنت کے ذریعے خدا کی محبت حاصل کی جائے تو یہ مضمون پھر بہت وسیع ہو جاتا ہے اور خدا کی محبت کا گر سیکھنا ہو تو سنت سے سیکھا جائے۔ اس پر اگر تفصیلی روشنی ڈالی جائے تو عمریں صرف ہوسکتی ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی سنت کا مضمون تو انسانی فطرت پر حاوی ہے۔ کسی ایک قوم کی عادات پر، اس کے رجحانات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ گہرا فطرت انسانی سے اس کا تعلق ہے۔ جہاں فطرت انسانی خدا تعالیٰ کے قریب تر ہے وہیں آپ سنت کا مفہوم سمجھ سکتے ہیں، وہیں آپ سنت کے فلسفہ کو پا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ تو ایک اتنا وسیع مضمون ہے جس کا دنیا کی ہر قوم سے تعلق ہے، ہر زمانے کی ہر قوم سے تعلق ہے اور اس کا حق ایک دو خطبوں میں تو کیا انسان ساری زندگی بھی ادا کرنا چاہے تو ادا نہیں کر سکتا۔ میں نے آپ سے ایک وعدہ کیا تھا کہ کوشش کروں گا کہ رفتہ رفتہ آپ کو یہ سمجھاؤں کہ خدا کی محبت کیسے پیدا ہوسکتی ہے۔

سنت محمد مصطفی ﷺ کے ذکر کے سوا تو چارہ کوئی نہیں ہے؛ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن اس مضمون کو سمجھنے کے لئے مختلف دروازے ہمارے لئے کھولے گئے ہیں جن کا آغاز قرآن کریم سے ہوتا ہے اور آگے اس کا رستہ سنت کے ذریعے ہم پر کھلتا چلا جاتا ہے اور واضح ہوتا چلا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے ہمیں راز بتائے اور وہ طریق سمجھایا کہ کس طرح خدا سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ ان رازوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود آنحضرت ﷺ کو اپنے متعلق کچھ ایسی باتیں کہیں اور اس پیار کے انداز میں کہیں کہ ان کا ذکر جب آنحضرت ﷺ کی زبان سے انسان سنتا ہے تو محبت پیدا کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس ذکر کے ساتھ

ساتھ دل میں محبت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

اس لئے سنت کا جو ایک پہلو ہے کہ حدیث قدسی سے اس مضمون کو شروع کیا جائے میرے نزدیک یہ سب سے زیادہ مؤثر طریق ہے۔ قرآن کریم کے ذکر کے بعد آپ حدیث قدسی کی تلاش کریں۔ حدیث قدسی کے بعد آنحضرت ﷺ کی روزمرہ زندگی میں اس حدیث کو جاری ہوتا دیکھیں تو اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے پیار کا پانا ایک کوشش کے نتیجے میں نہیں ہوگا بلکہ خودروندی کی طرح یہ محبت خود بخود بہتی چلی جائے گی اور انسان کو محسوس بھی نہیں ہوگا کہ کس طرح میں خدا کی محبت پا گیا۔ ایک جاری سلسلہ بن جاتا ہے خدا کا پیار اور اس سے زیادہ آسان طریق اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا اور کوئی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی وہ آیات جن کی میں نے پہلے تلاوت کی تھی گزشتہ خطبے میں ان میں ایک آیت یہ تھی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (السجدہ: ۱۸) کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ خدا کی خاطر رات کو اٹھنے والوں اور بستروں سے الگ ہونے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈکیں پوشیدہ رکھی ہوئی ہیں، چھپا کے رکھی ہوئی ہیں۔ یہ آیت ایک حیرت انگیز محبت کا مضمون ہے جس کی کوئی مثال دنیا کے عشقیہ مضمون کلام میں آپ کو دکھائی نہیں دے سکتی۔ وہ لوگ جو راتوں کو خدا کے لئے اٹھتے ہیں تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا بے اختیار خدا کو خوف اور طمع سے پکارتے ہیں۔ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (السجدہ: ۱۷) اور جو کچھ تمہارے لئے دیا ہے خدا کے نام پر خدا کو جیتنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ کوئی جان یہ معلوم نہیں کر سکتی۔ کسی نفس کو یہ توفیق نہیں ہے کہ اندازہ کر سکے کہ ان کے لئے خدا نے کیا کیا آنکھوں کی لذتیں اور دل کی چاہت کے سامان پیدا فرما دیئے ہیں۔ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یہ جزا ہے ان باتوں کی جو وہ کیا کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے اس مضمون کو کہ خدا کی خاطر اپنے سارے اعمال کو ڈھالا جائے کہ کوئی اجر ایسا سامنے نہ ہو جسے ہم جنت کہتے ہیں۔ کوئی اجر ایسا نہ ہو جسے ہم دنیا کی مراد کہتے ہیں بلکہ خالصتاً محبت کی خاطر، اللہ کے لئے انسان اٹھے اور محبت کی خاطر اسے یاد کرے اور آخری مقصود رضائے باری تعالیٰ ہو۔ اس مضمون کو آنحضرت ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف رنگ میں بیان فرمایا۔ چنانچہ ایک موقع

پر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے اللہ کی طرف یہ حدیث، یہ حکایت منسوب کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’اللہ تعالیٰ اہل جنت کو کہے گا اے جنت کے رہنے والو!۔ وہ جواب دیں گے اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، تمام سعادتیں تیرے پاس ہیں اور سب بھلائی تیرے قبضہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم خوش ہو؟ جنت میں رہنے والے عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم کیوں نہ خوش ہوں۔ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا جو اپنی مخلوقات میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تمہیں ان نعمتوں سے بہتر نہ دوں؟ جنت والے کہیں گے ان سے بہتر اور کوئی نعمت نہیں ہوسکتی یا ان سے بہتر اور کوئی نعمت بھی ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم پر اپنی رضا نازل کروں گا۔ یعنی تم سے ہمیشہ کے لئے خوش ہو جاؤں گا اور اس کے بعد کبھی بھی تم سے ناراض نہ ہوں گا‘‘۔

(مسلم کتاب الجنۃ حدیث: ۵۰۵۷)

یعنی عام انسان کی جنت تو وہ جنت ہے جس کا ظاہری الفاظ میں ہم سے وعدہ کیا گیا ہے اور اس کی جو بھی شکل ہے وہ بھی پوری طرح ہم پر روشن نہیں۔ اس میں تو کوئی بھی شک نہیں وہ بھی ہم پر مخفی ہے مگر حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ہمارے لئے یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے کھول دیا کہ خدا کے خالص بندوں کی جنت وہ جنت نہیں ہے جسے عام دنیا کے لوگ دودھ کی نہروں اور شہد والی جنت سمجھتے ہیں بلکہ اس سے پرے سب سے اعلیٰ مرضیٔ مولا کی جنت ہے۔ اس میں وہ بسنا چاہتے ہیں اور اس جنت میں وہ مرنے کے بعد نہیں بستے بلکہ اس دنیا سے ہی بسنا شروع کر دیتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم جو فرماتا ہے فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ دوسروں کو خبر نہیں ہوسکتی سوائے خدا سے محبت کرنے والوں کے کہ ان کے لئے اس محبت میں کیسی کیسی لذتیں پوشیدہ ہیں۔ جیسے دنیا والے کہتے ہیں ظالم تو نے پی ہی نہیں، تجھے کیا پتا ہے کہ شراب کا کیا مزہ ہے فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ سے مراد یہ ہوگی کہ دوسرا شخص جس کو خدا کی محبت کا تجربہ نہیں ہے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ وہ کیا لذتیں ہیں جو خدا نے ان کے لئے مخفی کر رکھی ہیں اور لفظ مخفی کرنے میں ایک خاص لطف ہے جیسے ہم انگریزی میں

Surprise کہتے ہیں۔ عام طور پر لوگوں کو جن سے پیار ہو ان کے لئے وہ اپنی محبت کے اظہار میں تعجب بھی شامل کرنا چاہتے ہیں اور تعجب کا عنصر یعنی Surprise کا جز اگر شامل ہو جائے تو اس سے محبت کرنے والوں کو اور بھی زیادہ لطف آتا ہے اور جس کی خاطر ایک محبت کرنے والے نے ایک اچنبھے کی بات سوچی ہے کہ اچانک میں اس کو بتاؤں گا یا اچانک میں اس کو تحفہ دکھاؤں گا۔ اس کے لئے بہت زیادہ لطف پیدا ہو جاتا ہے۔

تو یہ کلام خالصۃً ایک محبت سے گہرے رازوں سے واقف ہستی کا کلام تھا اور یہ کلام ایسی ہستی پر نازل ہو رہا تھا جو محبت کے معاملے میں سب سے زیادہ آشنا تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس مخفی پیار کے ہر پہلو کو پایا اور ایک صاحب تجربہ کے طور پر آپ کی زندگی میں یہ تمام لمحات، یہ تمام واقعات، یہ تمام تعجب انگیز پیار کے اظہار اس طرح جاری ہوئے کہ آپ کی زندگی کا ایک جزو لاینفک بن گئے تھے۔ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ میں ہر قسم کی محبت آ جاتی ہے۔ ایک خاوند کو بیوی سے جو محبت ہے اس کا لطف بھی اس میں آ جاتا ہے اور ایک دوست کو دوست سے جو محبت ہے اس کا لطف بھی آ جاتا ہے۔ ایک ماں کو جو بچوں سے پیار ہے اس کا لطف بھی آ جاتا ہے کیونکہ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ کا پہلو انسان کی محبت کے ہر پہلو پر جاری ہے۔ اس کا کوئی بھی آپ تصور باندھیں اس میں، کسی تعلق کا تصور باندھیں اس میں آپ کو مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ کا مضمون ضرور نظر آئے گا۔ انسان یہ چاہتا ہے کہ میں چھپا کر رکھوں۔ مائیں بعض دفعہ اپنے بچوں کے لئے چیزیں چھپا کر رکھ لیتی ہیں اور بظاہر وہ اس طرح اپنا رویہ رکھتی ہیں کہ گویا کچھ نہیں کھانے کے لئے۔ پھر اچانک جب وہ نکال کر دکھاتی ہیں کہ یہ ہے تمہارے لئے تو بچے نہال ہو جاتے ہیں، الٹ الٹ کر ماں پر گرتے ہیں کہ آج تو تم نے حد کر دی، کمال ہو گیا ہماری مرضی کی چیز تم نے چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔ دوست دوستوں کے لئے Surprise دیتے ہیں۔ کتنا حیرت انگیز کلام ہے جو دنیا کی کسی کتاب میں، کسی مذہب میں آپ کو دکھائی نہیں دیتا۔ آپ تلاش کر کے دیکھ لیں۔ خدا کہتا ہے کہ میں بندوں کے لئے پیار کے Surprise رکھتا ہوں۔ زندگی میں ہی اس کے لئے مخفی رکھی ہوتی ہے۔ قدم قدم پر اس کے پیار کے نمونے اس طرح ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے اور یہ جو آپ کے تجربوں میں بات آئی ہے یہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سنت کے طفیل ہے۔ اس طرف لوگوں کا دھیان نہیں جاتا کیونکہ قرآن

نے اس مضمون کو سنت سے شروع سے باندھا ہوا ہے۔ فرمایا خدا محبت نہیں کرے گا جب تک حضرت محمد مصطفی ﷺ کے پیچھے نہیں چلو گے اور ہم عام طور پر احمدیہ جماعت میں تو بکثرت اس بات کا اظہار دیکھتے ہیں کہ خدا کی خاطر کوئی انسان کوئی فعل کرتا ہے، پیار کا اظہار کرتا ہے، کوئی قربانی پیش کرتا ہے تو خدا اتنے مختلف رنگ میں اس کا جواب اس کو دیتا ہے، اتنے مختلف رنگ میں اپنے پیار کا اظہار اس پر کرتا ہے کہ حیران رہ جاتا ہے کہ میرا تو عمل کچھ بھی نہیں تھا اس کے مقابلے میں خدا نے مجھ سے پیار کیا۔

یہاں تک تو بات درست ہے لیکن عموماً ذہن اگلا قدم نہیں اٹھاتا کہ مجھے کیوں نصیب ہوا؟ اس لئے کہ یہ طریق میں نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے سیکھا تھا، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی میں میری ساری زندگی کے اوپر ایک نقش کیا ہوا ہے، اگر وہ نقش نہ ہو تو میں خدا کی محبت کا جلوہ اس حصے میں نہیں پاسکتا اور جہاں جہاں وہ نقش نہیں ہوگا وہاں وہاں میری زندگی ویران ہوگی، اس میں کوئی حسن نہیں ہوگا اور اس حصے میں زندگی کے اس دور میں گویا ایک سیر کرنے والا ایک ویرانے سے گزر رہا ہے جہاں اس کو نہ کوئی ٹھنڈا سایہ مل سکتا ہے، نہ کوئی خوبصورت منظر ہے، اس لئے نہ کوئی ستانے کی جگہ ہے، نہ پیاس بجھانے کے لئے ٹھنڈا پانی۔ ایسے سفر سے طبیعت اکتا جاتی ہے لیکن اگر خیال ہو، اگر وہ شعور بیدار ہو کہ لذت کیا ہے اور میں کیوں سفر کر رہا ہوں۔ اگر شعور مر چکے ہوں تو بعض دفعہ انسان لمبے سفر کرتا ہے اس کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ وہ ایک بیوقوفی کی حالت میں بے ہوشی کی زندگی بسر کر دیتا ہے۔

تو آنحضرت ﷺ کی پیروی کا مضمون خدا کی محبت سے باندھ کر قرآن نے عجیب کرشمہ دکھایا ہے۔ ہر دنیا کے مضمون کو آسان کر دیا ہے، ہر نیکی کے سفر کو آسان کر دیا ہے۔ توحید کی روح ہمیں بتادی ہے، توحید خالص کہتے کس کو ہیں اور آنحضرت ﷺ سے محبت کرنے کا فلسفہ کیا ہے، آپ پر ہم درود کیوں پڑھیں اور کس طرح پڑھیں۔ ہر پیروی کے بعد جب خدا آپ سے پیار کرے گا تو ہر پیار کے بعد آپ کو اگلا قدم اٹھانا چاہئے۔ ہر پیار کے بعد بے ساختہ آپ کے دل سے درود اٹھنا چاہئے کہ اے میرے آقا! اے میرے محمد ﷺ! تیری جوتیوں کے غلام ہم جیسے غریب انسانوں کے ساتھ اگر خدا محبت کا اظہار فرما رہا ہے اس لئے کہ ہم نے تیری پیروی کی تھی

اور خدا سے محبت کا اظہار تیری پیروی سے باندھ دیا گیا ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی صورت نہیں۔ کس طرح انتشار کے ساتھ پھر توحید پیدا ہوتی ہے اور کبھی نہ ٹوٹنے والا توحید کا مضمون انسان کے سامنے اٹھتا ہے۔ محبت کے ذریعے جو تقویٰ نصیب ہوتا ہے اس میں پھر افتراق کوئی نہیں ہوتا۔ اس میں مضمون کو آگے پیچھے کرنا یا خلط ملط کرنے کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا۔ یہ وہم نہیں پیدا ہوسکتا پھر کہ آنحضرت ﷺ کے مقام کو نعوذ باللہ من ذالک خدا کی توحید کے مقابل پر نہ کھڑا کر دیا جائے۔

ایسی حیرت انگیز آیت ہے كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کہ اس کی روشنی میں آپ شش جہات میں سفر کر جائیں آپ کے لئے کوئی ٹھوکر نہیں، کوئی خطرہ نہیں، کوئی خدشہ نہیں۔ تقویٰ اگر سیکھنا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ سے سیکھا جائے گا، قدم قدم آپ کی پیروی سے سیکھا جائے گا لیکن آغاز اس سفر کا خدا کی محبت کے سوا اور ہو نہیں سکتا۔

پس اس کا ایک دوسرا معنی یہ بھی بن جائے گا کہ ہر سفر کے لئے تم زادراہ لیتے ہوئے میرے پیچھے آنا چاہتے ہو اگر، اگر میرے پیچھے چلنا چاہتے تو میں انہیں کو بلاؤں گا جو خدا کی محبت کا زادراہ لے کر میرے پیچھے چلتے ہیں۔ ورنہ میرا سفر ایسا وسیع ہے، ایسے راستوں سے گزرتا ہے کہ اس ذات کے سوا کوئی ذات تمہارے کام نہیں آسکتی۔ چند دن میں تم فاقے سے مر جاؤ گے، میرے ساتھ نہیں چل سکو گے۔ ہاں خدا کی محبت کا مضمون لے کر چلتے ہو تو پھر ہر قدم، ہر وادی میں تمہارا سفر آسان ہوتا چلا جائے گا۔

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی پیروی اور خدا کی محبت کے نتیجہ میں آپ کی پیروی یہ مضمون ایک تاریخ بن چکا تھا اور اس تاریخ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ زندہ کر کے دکھایا۔ ایک ایسے دور میں جو دہریت کا دور ہے، جو مادہ پرستی کا دور ہے جب کئی قسم کے توہمات ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں کہ خدا جانے چودہ سو سال پہلے کی باتیں ہیں، تھیں بھی کہ نہیں تھیں، روایتیں غلط تو نہیں تھیں۔ ان سارے شکوک کو حضرت رسول اکرم ﷺ کے کامل غلام نے اس دور میں اپنی عملی زندگی کا نمونہ پیش کر کے ہمیشہ کے لئے دور کر دیا اور وہ خدا جو آنحضرت ﷺ پر ظاہر ہوا تھا آپ کی سنت کی برکت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ظاہر ہوا اور وہی ادائیں تھیں، وہی پیار کی باتیں، وہی مضمون اس میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ (حوالہ) کیسی حیرت انگیز بات ہے، کتنی پیار کی بات ہے اور کوئی شخص جسے تجربہ نہ ہو ایسی بات نہیں کر سکتا۔ جس نے خدا کو عقلی دلیلوں سے سیکھا ہو یا خدا کا تصور عقلی دلیلوں کے ذریعہ باندھا ہو اس کے منہ سے یہ فقرہ جاری ہو ہی نہیں سکتا اس لئے لازماً یہ خدا کا کلام ہے، وہ سچا ہے جس پر یہ کلام جاری ہوا۔ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقویٰ کا مضمون بھی محبت الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔ محبت الٰہی کی بنا تھی جس کی وجہ سے آپ نے سنت کی پیروی کی اور اس سنت کی پیروی کے نتیجے میں ہر قدم پر آپ کو خدا کی محبت نصیب ہوئی اور آپ کا آخری مقصد خدا سے پیار کا اس کی مرضی تھی۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا سے میری محبت اتنی شدید ہے، اتنی گہری محبت ہے کہ اگر خدا کی ساری جنتیں، ساری نعمتیں، خدا کی ساری نعمتیں ایک طرف ہوں اور خدا کی محبت کے لئے جہنم میں جانا پڑے تو میں جہنم قبول کرلوں گا اپنے لئے اور ان نعمتوں کے منہ پر تھوکوں گا بھی نہیں۔ یہ کلام ایک ایسے شخص کی زبان سے جاری ہو سکتا ہے جو خدا کی رضا کے لئے اچھل رہا ہو روزمرہ اور آئندہ کا منتظر نہیں ہو، جو ان چیزوں میں سے گزر رہا ہو، جو ان لذتوں سے آشنا نہیں اس کے منہ سے تو یہ فقرہ جاری ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کلام میں جس میں سے چند اشعار میں نے پہلے بھی پیش کئے تھے آج ان میں سے ایک حصہ پھر پیش کرتا ہوں۔ اس بات کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ کہتے ہیں:۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

(درثمین صفحہ:۱۵)

پس خدا کی رضا کے لئے وہ سب کچھ کرتے ہیں اور خدا کی رضا کی جنت ہی ہے جس کے

لئے ہمیشہ طالب رہتے ہیں اور یہ عشق کے بغیر ممکن نہیں۔ عاشق سے ایسی حرکتیں سرزد ہو سکتی ہیں لیکن دوسرے شخص سے کبھی ایسا نہیں ہو سکتا اور حقیقت یہ ہے کہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں ایسے مشاہدات ہوتے رہتے ہیں جن کے نتیجے میں ہم خود یہ جان سکتے ہیں، تجربہ سے یہ پہچان سکتے ہیں کہ اصل راز رضا اور پیار میں ہی ہے نعمتوں میں نہیں ہے۔

چنانچہ آپ میں سے بہتوں کو یہ تجربہ ہو گا کسی کے لئے، کوئی بچے کے لئے مثلاً ماں باپ میں سے کوئی تحفہ لے کر آتا ہے۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں خواہ اپنے کسی کے ان کی زیادہ نظر تحفہ پر ہوتی ہے اور بعض بچے ایسے ہوتے ہیں جو تحفے کو ایک طرف پھینک دیتے ہیں۔ پہلے جب تک اپنے پیار کا چسکا پورا نہ کر لیں، پہلے گلے سے چمٹ نہ جائیں، گودی میں کچھ دیر نہ چڑھ بیٹھیں اس وقت تک وہ تحفہ ان کے لئے ایک ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ تحفہ دینے والا جتنا ایسے بچے کی قدر کر سکتا ہے اس کا دسواں حصہ بھی قدر دوسرے بچے کے لئے پیدا نہیں ہو سکتی جس کا تعلق تحفے کی وساطت سے ہوتا ہے اور ہمیشہ تحفے کی وساطت سے رہتا ہے۔

خدا کی نعمتیں ایک تحفہ ہیں اور ان نعمتوں پر آپ جتنا غور کریں آپ کو خدا سے پیار ہوتا چلا جائے گا مگر عارف باللہ جانتے ہیں اور انہوں نے ہمیں یہ مضمون سکھایا کہ یہ تحفے رستے ہیں آخری منزل نہیں یا رستے کی عارضی منازل ہیں، وقفے ہیں۔ ان کے ذریعے آگے بڑھنے کی تمنا پیدا ہونی چاہئے لیکن مقصود بالذات نہیں ہیں۔ ٹھہر رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی محبت میں آگے سفر کرتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد گو ان کو خدا کی نعمتوں کے ذریعے ہی خدا سے پیار پیدا ہوتا ہے لیکن نعمتیں بے معنی اور بے حقیقت دکھائی دینے لگتی ہیں اس پیار کے مقابل پر اور پھر وہ ساری نعمتیں خدا کے پیار کی خاطر لٹا دینے کو دل چاہنے لگتا ہے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کو قرآن کریم نے اس آیت میں کھول کر بیان فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۸﴾ (بقرہ: ۲۰۸)

کہ دیکھو! خدا کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ اپنی جان لٹا

بیٹھتے ہیں جو ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ ان تمناؤں، ان امیدوں میں کہ کاش! ہمیں خدا کی رضا کی جھلکیاں نصیب ہو جائیں۔ اس مضمون کے اول مخاطب حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تھے۔ بعض دفعہ جس طرح آپ کے لئے خدا کے پیار کی جنتیں مخفی تھیں آپ کا ذکر بھی بعض دفعہ خدا اخفا سے کرتا تھا۔ یہ بھی پیار کا خاص اظہار ہے اور آپ کے لئے جو مخفی جنتیں تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی۔ جب اس آیت سے گزرتے ہوئے بے انتہا عشق اچھلتا ہوگا اللہ کا دل میں کہ میرے مولا نے میرا کتنے پیار سے ذکر فرمایا، میرے متعلق یہ کہا اور یہ ہوسکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو یہ علم نہ ہو کہ آپ کے متعلق یہ کہا گیا وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ ایسے ایسے بندے بھی ہیں میرے، اس شان کے بندے ہیں کہ جو میری مرضی کی خاطر اپنا سب کچھ بیچ ڈالتے ہیں۔ نفس کو بیچ ڈالنے کا مطلب یہ ہے کوئی تمنا باقی نہیں رکھی۔ نہ نعمت سے کوئی دلچسپی ہے نہ آرام سے کوئی تعلق۔ کوئی بھی خواہش نفس ایسی نہیں جو اپنے لئے وہ رکھ چھوڑیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں تو مرضی مولا کی عادت پڑ گئی ہے۔ اے مرضی مولا! تیری تمنا میں جیتے ہیں تو اپنی جھلکیاں دکھاتا چلا جا اور ہم اپنا سب کچھ تجھ پر فدا کرتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جو کچھ پایا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سنت سے پایا اور جب ہم پڑھتے ہیں قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ تو اس مضمون کو سمجھنے کے لئے اس قسم کی آیتیں بھی تلاش کرنی چاہئیں جو اس مضمون کو کھولتی چلی جائیں گی اور قرآن کریم اس مضمون کے اظہار سے بھرا پڑا ہے۔ اس کثرت سے قرآن کریم میں ایسی آیتیں پھیلی ہوئی ہیں جو اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ کی تشریح کر رہی ہوں اور آنحضرت ﷺ اور بعض دوسرے انبیاء کے ذکر سے بھری ہوئی ہیں۔ جن میں یہی مضمون بھرا ہوا ہے کہ اگر آپ پڑھیں اور ان پر غور کریں تو آپ کو ہر روز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تازہ رزق عطا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حضرت رسول اکرم ﷺ کی پیروی کے ذریعہ ہی خدا سے اپنی محبت کا اظہار کیا اور اپنے خدا سے عشق کو آنحضرت ﷺ کی سنت میں ڈھال کر اس عشق کا سچا ہونا ثابت کر دیا۔ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے جو لذتیں مخفی رکھی تھیں اپنے ذکر میں اور اپنے پیار میں اس کا اظہار آپ نے بارہا نظم میں بھی کہا نثر میں بھی فرمایا۔ چنانچہ کشتی نوح

کی یہ عبارت جو بار ہا آپ کے سامنے پڑھی گئی ہے ایسی بے اختیار پیار اور بے ساختہ عشق کے اظہار پر مبنی ہے جو خالصۃً سچائی کے سر چشمے سے پھوٹتا ہے۔ اس کا کوئی بھی تعلق تصنع سے نہیں ہوتا۔ فرمایا:۔

”ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں“۔

کوئی غیر اللہ سے محبت کرنے والا، کوئی دنیا سے پیار کرنے والا یہ فقرہ کہہ ہی نہیں سکتا۔ کسی ملاں کے دماغ کے کونہ میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ فرماتے ہیں:

”ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگر چہ جان دینے سے ملے“۔

مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ ؕ وہی مضمون ہے جو بیان فرما رہے ہیں۔

”یہ دولت لینے کے لائق ہے اگر چہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگر چہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ یہ تمہیں سیراب کرے گا، یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا کہ سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ: ۲۱-۲۲)

یہ جتنی بھی منازل ہیں اللہ کی محبت اور اس محبت کا اظہار سنت کے ذریعہ۔ یہ خدا کی عطا کردہ توفیق کے سوا انسان طے نہیں کرسکتا اور یہ مضمون بھی انہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہی سمجھایا اور یہ جو پہلا قدم اٹھانا ہے وہ کیسے اٹھے۔ باقی قدم پہلے کی برکت سے خود ہی اٹھنے لگتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ پہلا قدم کونسا ہے جب اچانک دل میں خدا کی محبت کا شعلہ اس طرح پیدا ہو کہ پھر اس کی پھلجھڑی کی طرح روشنیوں کا سلسلہ پھوٹ پڑے۔ یہ جو مشکل ہے اس کو آسان کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام یہی دعا مانگا کرتے تھے۔

''اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگنے لگے۔''

وہ دعا جہاں تک ممکن ہے ہر احمدی بڑے اور بچے کو یاد کرنی چاہئے۔ مجھے یاد ہے قادیان میں ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ دعا یاد کرنے کی تلقین بھی فرمائی اور پھر آہستہ آہستہ پڑھ کر سنائی تا کہ یاد کر لیں اور بعد میں پھر باقاعدہ جماعت کی طرف مختلف قطعات کی شکل میں چھپوا کر ہر جگہ دکانوں میں، گھروں میں آویزاں ہونے لگی۔ یہ چونکہ بہت ہی اہم اور بنیادی دعا ہے اس لئے ساری دنیا میں جماعت کو کوشش کرنی چاہئے اپنے انتظام کے تابع کہ یہ دعا سب کو یاد کروادی جائے **اللھم انی اسئلک حبک و حب من یحبک و العمل الذی یبلغنی حبک اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی و اھلی و من الماء البارد** (ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر: ۳۴۱۲) ترجمہ اس کا میں پہلے سنا چکا ہوں بعض جگہ بعض روایتوں میں یہ دعا نسبتاً چھوٹی ہے۔ ترمذی کتاب الدعوات میں درج ہے۔

اس دعا میں کچھ اور باتیں بھی ہیں جو انسان کی نظر سے بالعموم میں نے دیکھا ہے کہ اوجھل ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ جو شخص محمد مصطفی ﷺ سے پیار کرتا ہو اس کی نظر سے اوجھل نہیں ہونی چاہئیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دعا کا آغاز کیسے ہوا؟ کیا نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا خدا اس لئے خبر دے رہا تھا کہ آپ کو پتا نہیں تھا کہ خدا کی محبت کیسے حاصل کی جاتی ہے اور کیا نعوذ باللہ حضرت داؤدؑ کی مثال دے رہا تھا کہ داؤد سے سیکھو اگر مجھ سے محبت کرنا سیکھنا ہے۔ یہ تو بالکل لغو خیال ہے۔ اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ تو قرآن شریف اس مضمون کو بڑی شدت سے ٹھکراتا ہے۔

آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے عشق کے مقام میں اتنی بلند و بالا اور ارفع مقام پر فائز تھے کہ آپؐ کے اس مقام کو ساتویں آسمان سے بھی آگے گزر جانے والا دکھایا گیا ہے اور مختلف انبیاء کو جو مختلف آسمانوں پر دکھایا گیا ہے یہ بتایا گیا ہے کہ ان کو خدا کا عرفان یہاں تک تھا، ان کا خدا کی محبت کا تصور یہاں تک تھا، وغیرہ وغیرہ۔ ظاہری طور پر کوئی ایسے آسمان نہیں ہیں جن کو دکھایا گیا ہو۔ آنحضرت ﷺ

کے معراج میں۔ یہی مضمون تھا کہ خدا کی محبت اور خدا کے عرفان میں کونسا نبی قریب تر ہوا۔

تو اس مضمون کے سامنے اس حدیث کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ خدا تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی تربیت کر رہا تھا۔ یہ تو بالکل عقل میں پڑنے والی بات نہیں۔ اس لئے بھی یہ مضمون رسول کریم ﷺ کے متعلق بیان نہیں ہو سکتا کہ آپؐ اپنی امت کو بتائیں کہ اس معاملہ میں آپ کی نہیں بلکہ حضرت داؤدؑ کی پیروی کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جس کی سنت کامل ہو اس کی پیروی کو چھوڑ کر ایک پرانے نبی کا ذکر کر کے کہ اس کی پیروی کرو۔ یہ نہیں ہو سکتا، ناممکن ہے۔

اس حدیث کے مضمون کو سمجھنے کے لئے محبت کا عرفان ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر یہ حدیث سمجھ نہیں آسکتی۔ ایک شخص جو اپنی محبت میں بڑھ جاتا ہے بسا اوقات اس کی اپنی محبوب سے گفتگو اس طرح ہوتی ہے کہ میرے سوا تو نے کس سے پیار کیا ہے اس کی باتیں بھی مجھے بتا! میرے سوا کس نے تجھ سے پیار کیا مجھے اس کے قصے بھی سنا اور یہ ذکر بھی بہت پیارے مخفی طریق پر ایک عاشق اور محبوب کے درمیان چلتا رہتا تھا۔ کبھی شکوے کا رنگ اختیار کر لیتا ہے کبھی اس طمانیت کا رنگ اختیار کر لیتا ہے کہ ہاں مجھ سے بڑھ کر اس نے کبھی کسی سے پیار نہیں کیا۔ یقیناً آنحضرت ﷺ سے خدا تعالیٰ نے ان واقعات کا اظہار جو گزشتہ انبیاء سے خدا کے پیار کے واقعات ہیں اسی رنگ میں فرمایا اور کوئی اس کا مطلب نہیں تھا۔

آنحضرت ﷺ کے سامنے جب یہ مضمون پیش ہوا ہوگا تو کوئی نئی بات معلوم نہیں ہوئی۔ یہ معلوم ہوا کہ داؤد علیہ السلام نے بھی منتیں کر کے خدا سے محبت مانگی تھی اور جو بھی خدا سے محبت مانگتا ہے ہر انسان کو اللہ تعالیٰ محبت عطا کر دیتا ہے۔ مگر یہ مراد نہیں ہے کہ اس محبت کا مقام گویا کہ آنحضرت ﷺ کی سے محبت کرنے سے افضل تھا۔ لیکن جو باتوں کا رنگ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی پیار کے ایسے قصے چلتے رہے۔ آنحضرت ﷺ اور اللہ کے درمیان جن کی بسا اوقات محض اشارۃً جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں اور وہ بھی مخفی چل رہے ہیں۔ چنانچہ اس لحاظ سے میں نے بسا اوقات احادیث پر غور کیا ہے تو حیران رہ گیا کہ بہت سی حدیثیں جن کے مضمون کو ہم دوسروں پر چسپاں ہوتا ہوا سمجھتے ہیں دراصل مخفی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا مضمون ہی تھیں اور آنحضرت ﷺ میں اس قدر انکساری تھی اور اتنی حیا تھی کہ بعض دفعہ ایسے مضمون کا ذکر کرتے ہوئے جس کا آپ کی ذات سے تعلق

ہوتا تھا حیا کی وجہ سے کہ میری محبت ظاہر نہ ہو جائے، کہیں کھل نہ جائے سب کے سامنے یہ ذکر فرما دیا کرتے تھے کہ خدا کے ایک بندے نے ایسا کیا، خدا کے ایک بندے سے خدا نے ایسے بات کی اور بعض دفعہ ملتی جلتی باتیں دوسرے انبیاء کی بیان فرما دیا کرتے تھے۔

توجب خدا کہتا ہے قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ تو اس دعوے یا اس کلام میں جو آنحضرت ﷺ کی زبانی ہمیں موصول ہوا ایک ذرہ بھی مبالغہ نہیں ہے۔ ہرگز اس میں کوئی تحدی نہیں ہے، کوئی زبردستی نہیں ہم پر یہ کوئی ایسا دعویٰ نہیں کہ بس میں نے نہیں تم سے پیار کرنا جب تک تم محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نہ چلو۔ اس یقین کا ذرہ ذرہ سچا ہے اور کہیں سے نصیب ہو نہیں سکتا خدا کے پیار کا طریق سیکھنا کسی در سے یہ مے نہیں بٹتی جو محمد مصطفی ﷺ کے در سے بٹتی ہے۔ سارے پیمانے خشک ہو گئے ہیں۔ اگر کسی نے خدا سے سچے پیار کا طریق سیکھنا ہے تو سوائے اس کے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کرے اور تلاش کرے، باریک نظر سے دیکھے کہ کس طرح آپ خدا سے پیار کیا کرتے تھے اور کس طرح آپ کے پیار کے راز و نیاز ہوا کرتے تھے۔ آپ کے اور اللہ کے درمیان اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے اختیار میں تم سے محبت کرنے لگوں گا۔ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ اس کے درمیان کوئی صلہ نہیں رکھا، کوئی اور لفظ نہیں رکھا۔ شرط یہ بیان فرما دی کہ اگر تم محبت کرتے ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلو۔ جہاں جہاں آپ گئے ہیں وہاں وہاں میں ہوں اور اس طرح ملے گا کہ میں تمہیں پیار سے دیکھ رہا ہوں۔ اس لئے یہ مضمون کامل بھی ہو گیا ہے اور بہت بھی ہے اور بہت مختصر بھی اور آسان بھی۔ آنحضرت ﷺ کی پیروی کے ذریعے خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار انسان کرنا شروع کر دے اور آپ سے محبت کرنے کے طریقے سیکھ لے تو جو دل میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک رشتہ قائم ہوتا ہے، اس کا نام تقویٰ ہے اور تقویٰ اپنی ذات میں ایک ایسا مضمون ہے جو آپ کی زندگی میں ہر شعبے پر حاوی ہو گا اور ہر شعبے میں ایک تبدیلی پیدا کر کے دکھا دے گا۔ تقویٰ کے بغیر سیرت میں تبدیلی ممکن نہیں اور محمد مصطفی ﷺ کی پیروی جو خدا کی محبت پر مبنی ہو اس کے بغیر تقویٰ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو میں پھر دہراتا ہوں وہ پیروی جو خدا کی محبت پر مبنی نہ ہو اس کے بغیر تقویٰ نصیب نہیں ہوتا۔ ورنہ لاکھوں کروڑوں آپ کو ایسے ملیں گے جو آنکھیں بند کر کے بظاہر پیروی کر رہے ہیں، مولود شریف منا رہے ہیں اور بہت سی حرکتیں کر رہے ہیں لیکن چونکہ اس سفر کا

آغاز اللہ کی محبت سے نہیں کرتے اس لئے وہ پیروی خالی رہتی ہے۔ اس کے کوئی بھی معنی نہیں ہوتے۔ **اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجے میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں تو اس سے آپ کے دل میں تقویٰ پیدا ہوگا اور اس کے نتیجے میں آپ کے دل میں ایک مستقل حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہوں گی۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو خوب کھول کر اپنی کتب میں مختلف پیراؤں میں بیان فرمایا ہے۔ تقویٰ کے نتیجے میں انسان کو عقل کیسے حاصل ہوتی ہے؟ تقویٰ اور عقل دراصل ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (الانفال:۳۰)

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (الحدید:۲۹)

قرآن کریم کی اس آیت میں۔ اللہ فرماتا ہے:

> ’’اے ایمان والو اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ تم میں اور غیروں میں فرق رکھ دے گا‘‘۔

یعنی تقویٰ اگر دل میں ہو اور جس طرح تقویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھا اور بیان فرمایا ہے تو ہو نہیں سکتا کہ ایک احمدی اور ایک غیر مذہب والے میں فرق نظر نہ آئے۔ یہ وہ بنیادی چیز ہے جو ہمارے لئے ہمیشہ کسوٹی کا کام دیتی رہے گی اور اس کسوٹی پر ہمیں اپنے آپ کو پرکھنا پڑے گا۔ زندگی کے کسی شعبے سے ایک احمدی کا تعلق ہو اس کے دل میں تقویٰ اللہ تعالیٰ نے ڈالا ہے اور اس کا عمل تقویٰ پر مبنی ہے تو قرآن کریم کے اس بیان کے مطابق جس کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی۔ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا تم میں اور تمہارے غیروں میں ایک فرق رکھ دے گا۔ یہ بھی بڑا دلچسپ مضمون ہے یہ نہیں فرمایا کہ تم فرق پیدا کرو گے۔ فرق پیدا کر دے گا بھی

نہیں فرمایا، فرق رکھ دے گا۔

یہ بہت ہی عظیم کلام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فصاحت اور بلاغت کا فرمایا یہ ایک موقع ہے۔ فرماتے ہیں یہ جو تقویٰ ہے یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتا ہے۔ تقویٰ کا پھل بھی خدا کی طرف سے ملتا ہے اور جو انسان فرق کر کے دکھانا چاہتا ہے اس کے لئے ایک کوشش درکار ہوتی ہے۔ لیکن یہاں سچے تقویٰ کے نتیجے میں پھل کے طور پر آسمان سے یہ فرق ظاہر ہوتا ہے۔ گویا خدا اس شخصیت میں سجا رہا ہے، رکھ رہا ہے چیزیں کہ یہاں میں یہ فرق رکھ رہا ہوں اور جو فرق خدا رکھتا ہے اس فرق میں اور انسان کی کوشش سے پیدا کئے ہوئے فرق میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ خدا کا رکھا ہوا فرق بالکل اور چیز ہے۔ اس کی کیفیت ہی اور ہے۔ اس کی کوئی تشبیہ آپ دے نہیں سکتے دنیا میں کسی اور چیز سے۔ ایک خلق ہے جو انسان اپنی کوشش سے بناتا ہے اور ایسا خلق آپ کو دنیا کی ہر تہذیب میں دکھائی دے گا۔ وہ بھی ایک فرق ہوتا ہے۔ غیر اخلاقی قوموں کی نسبت اخلاق یافتہ قومیں زیادہ بہتر ہوتی ہیں۔ وہ جو اخلاق باختہ قومیں ہیں ان میں اور اخلاق یافتہ قوموں میں ایک ایسا فرق ہے جو ہر ایک آدمی کو دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہ جو فرق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں وہ خدا رکھتا ہے۔ ان اخلاق یافتہ قوموں میں یہ لوگ بالکل ممتاز دکھائی دیتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تقویٰ کے نتیجے میں ایک اخلاقی برتری عطا فرمائی ہے۔ ان کے مقابل پر جیسے زمین کو آسمان سے کوئی نسبت نہیں یعنی دنیا والوں کے اخلاق سے یعنی خدا سے اخلاق پانے والوں کی کوئی نسبت نہیں رہتی۔ پھر فرق کیا ہے؟ وہ عقل کل ہے جس کو آپ اخلاق کہہ لیں یا نور کہہ لیں یا تقویٰ کا عملی اظہار کہہ لیں جو نام بھی آپ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی روشنی میں تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ’’یہ فرق ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا اور تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔‘‘

یہ بات ہے کہ اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔ ہر صاحب فہم جانتا ہے کہ یہ بات سوائے

ایک صاحب تجربہ کے اور کوئی بیان نہیں کرسکتا۔ بسا اوقات صحابہ کی روایات میں یہ بات پڑھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بات کہی اور خدا نے اسی طرح پوری کر دی اور یہ بات حضرت رسول اکرم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے بعض غلاموں کے متعلق یہ خبر دی تھی کہ اگر وہ خدا پر قسم بھی کھالیں تو خدا ان کے پیار کی وجہ سے ان قسموں کو پورا کر دے گا۔ حالانکہ خدا کی طرف سے ان کو خبر نہیں دی گئی۔

تو جو وعدہ دیا گیا تھا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جس کی بنیاد قرآن کی اس آیت میں ہے:۔

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا اور پھر فرمایا وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ اور تمہارے لئے ایک نور پیدا کرے گا جس کے ذریعے تم چلو گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ نور ایسا کامل ہوتا ہے کہ اٹکل سے بھی بات کرے کوئی آدمی تو خدا اسے سچی کر کے دکھاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

”تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا“۔

یہ وہ نور ہے جس کا دنیاوی کوشش سے کمائے ہوئے اخلاق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ دنیا جس کو نور سمجھتی ہے اس کا تو آنکھوں سے تعلق ہے یا بصیرت سے کوئی تعلق ہے لیکن کانوں میں نور کیسے ہوسکتا ہے دنیا کے تصور میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی۔ حرکت میں کیسے نور ہوسکتا ہے یا سکون میں کیسے نور ہوسکتا ہے اور زبانوں اور بیانوں میں کیسے نور ہوسکتا ہے لیکن صاحب تجربہ جانتا ہے کہ تقویٰ کے نتیجے میں جو اللہ تعالیٰ نور عطا فرماتا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اس میں ایک چمک آجاتی ہے اور دنیا بھی اس فرق کو دیکھنے لگتی ہے۔ یہ ایسا فرق نہیں ہوتا جو انسان کے اندر ہی صرف محسوس ہوتا ہو۔ یہ فرق ہر جگہ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

”جن راہوں پر تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی“۔

یعنی رستوں پر اپنا نور چھوڑتے چلے جاؤ گے۔ جس طرح ایک کیمیاوی روشنی سے منور ہونے والی چیزیں بسا اوقات جن جگہوں پر چلتی ہیں وہاں کیمیاوی مادے کا کچھ نہ کچھ اثر پیچھے چھوڑتی

چلی جاتی ہیں اور کچھ عرصہ تک وہ رستہ چمکتا رہتا ہے۔

یہ مشاہدہ جو لوگ جانتے ہیں اس قسم کی کیمیاوی چیزوں کو جن کے اندر خدا نے چمکنے کا مادہ رکھا بھی ہوا ہے وہ کرتے بھی ہیں اور تماشے کے طور پر دکھا بھی سکتے ہیں۔ وہ لکیر جہاں جہاں سے گزرے گی وہ چیز ایک لکیر چھوڑتی چلی جائے گی جو چمکتی رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں خدا نے تقویٰ کے اندر جو نور رکھا ہے اس میں بھی یہی کیفیت ہے۔ جن راہوں سے یہ لوگ گزرتے ہیں ان راہوں کو چمکا دیتے ہیں۔

> ”غرض جتنی بھی تمہاری راہیں ہیں تمہارے قویٰ کی راہیں ہیں تمہارے حواس کی راہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور ہو کر چلو گے“۔
>
> (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ: ۱۷۸۔۱۷۷)

لطف کی بات یہ ہے کہ ان راہوں کی تشریح فرمائی یہ گلیاں جو ظاہر کی گلیاں مراد نہیں ہیں کیونکہ جس نور کی بات ہو رہی ہے اس کا ان ظاہری جگہوں سے تعلق نہیں۔ جتنی راہیں، تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔

یہ مضمون بہت ہی وسیع اور بہت دلچسپ اور بڑا ہے۔ میں نے نمونے کے طور پر ایک آدھ بات آپ کے سامنے رکھی ہے۔ مگر خلاصہ یہی ہے کہ محبت ہے تو آنحضرت ﷺ کی پیروی کرو اور ثابت کرو کہ تمہیں محبت ہے۔ محبت ہے تو آنحضرت ﷺ کی پیروی اس محبت کو اتنا بڑھا دے گی اور اتنا چمکا دے گی کہ اس پیروی کے نتیجے میں خدا تم سے محبت کرنے لگے گا اور پھر تمہارا دل یقین سے بھر جائے گا کہ تمہاری محبت سچی ہے اور اس رستے میں سفر کے دوران تمہیں نور نصیب ہو گا، تمہیں تقویٰ عطا ہو گا، تمہیں عقل کل معلوم ہو گی، تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ عقل کل جس کا قصہ سنا کرتے تھے وہ کیا ہے۔ کس طرح ہر بات انسان کی درست ہو سکتی ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے روشنی حاصل کرے۔

اب چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے اس مضمون کا ایک اور حصہ رہتا تھا جو میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا۔ چونکہ جماعت کے سامنے اس مضمون پر غور کرتے ہوئے ایک پروگرام رکھنے کی طرف میرا دل مائل ہوا جو میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصرف ہے وہ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں جب اس مضمون کو کچھ اور آگے بڑھاؤں گا تو آپ کو بتاؤں گا کہ ایک بہت ہی خدا تعالیٰ نے روشن

رستہ میرے لئے کھولا یہ بھی اس بات کے ثبوت کے طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نورعطا فرماتا ہے اور راہیں روشن کرتا ہے اور یہ انشاء اللہ ایسے رستہ ہیں جن کے نتیجے میں دور دور تک اللہ تعالیٰ آپ کے لئے، آپ کی اولادوں کی راہیں بھی روشن کرتا چلا جائے گا اور امید ہے آئندہ خطبہ میں میں اس مضمون کو انشاء اللہ کھول کر بیان کروں گا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج جمعہ کے بعد کچھ جنازے ہوں گے جن میں سب سے پہلے تو سیرالیون سے ایک افسوسناک خبر آئی ہے کہ ہمارے وہاں کہ ایک پرانے اور مخلص احمدی جو جماعت کے فدائی تھے: الحاج یحییٰ کمارا صاحب وہ وفات پاگئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ غائب کی درخواست کی گئی ہے۔

دوسرے ہمارے ایک مبلغ ہیں ماریشیس کے، مکرم رفیق احمد صاحب جاوید ان کے بھائی کا جنازہ ہم نے پڑھا تھا جو اچانک امریکہ میں حادثے میں وفات پاگئے تھے۔ ان کے والد صاحب بھی تھوڑے عرصے کے بعد وفات پاگئے یا تو صدمے کا اثر تھا یا عمر ہوگئی تھی۔ مگر بہر حال یہ دو صدمے اس خاندان کو اوپر تلے دیکھنے پڑے۔ محمد لطیف صاحب سندھی دارالصدر غربی ربوہ میں رہتے تھے ان کی بھی وفات کی اطلاع ملی ہے۔

تیسرا ہمارے سیکیورٹی کے افسران میں سے مبارک احمد صاحب ساہی کے خسر مکرم چوہدری رشید احمد صاحب باجوہ کی وفات کی اطلاع آئی ہے ان کی بھی نماز جنازہ ہوگی۔

اور سیّدہ افضل بی بی صاحبہ جو مکرم سیّد محمد یحییٰ صاحب اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ سائنس کالج فیصل آباد کی والدہ تھیں ان کی بھی نماز جنازہ ہوگی۔

اس طرح آخر پر مکرم چوہدری فضل گوندل صاحب آف خانیوال کی نماز جنازہ غائب ہم پڑھیں گے۔